

باسمه تعالی

فهرستبرگه منابع چاپ سنگی - اداره مخطوطات

شماره ثبت: ۱۷۵۱

رده‌بندی دیویی: ۱۳۷۱ ح ۴۷۲ م ۸۹۱/۱.۵۱

سرشناسه: مرغوب نقوی، علی اطهر

عنوان قراردادی:

عنوان: حدائق مرغوب

کاتب: حامد حسین فرید آبادی تاریخ کتابت: ۱۹۵۲ م

محل نشر: کراچی ناشر: مطبعه کلیم پریس تاریخ نشر: ۱۳۷۱ ق

صفحه شمار: ۶۴ ص مصور☐ درسی☐ گراور یا افست☐

زبان: اردو ابعاد: ۱۸ x ۱۲ نوع خط: نستعلیق

روش تهیه: وقفی☑ اهدایی☐ خریداری☐ ارسالی☐

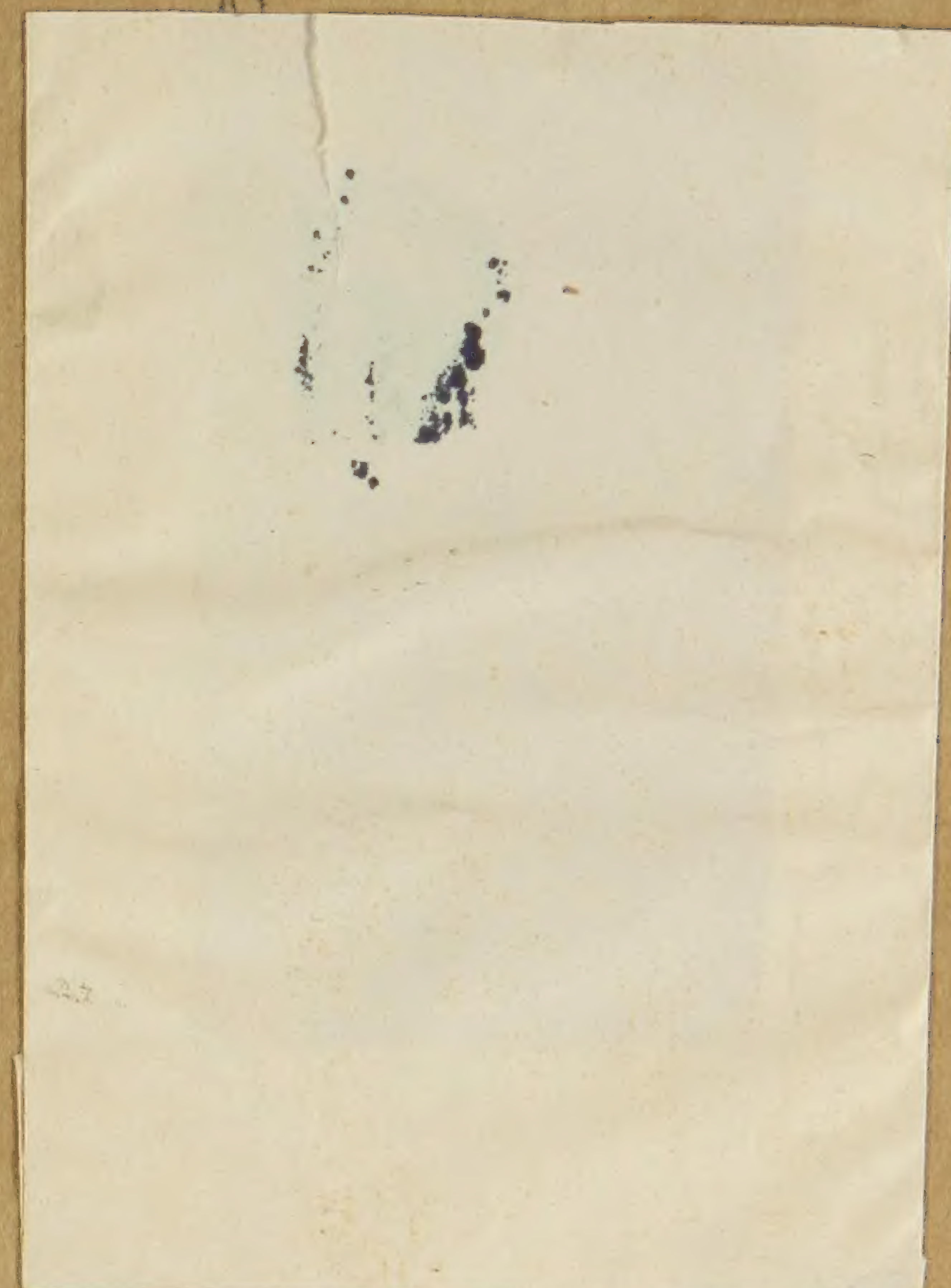
توضیحات: مولف تاریخ ثبت: شهریور ۱۳۲۲

یادداشتها: ۱. مفهرس به فهرست.

موضوع(ها): ۱. شعر مذهبی - قرن ۱۴ ق.

شناسه(های) افزوده: الف. مرغوب نقوی، علی اطهر ، واقف. ب. عنوان.

فهرستنگار: اسرار. تاریخ فهرستنگاری: مرداد ۸۹



حدائق مرغوب

وقف نمودن برای کتابخانه رضویه
از سید علی اطہر نقوی مرغوب
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۷۲

از

مرغوب نقوی

بہتر شہدائے کربلا کی یاد میں ساغرؔ سیم کے پینتالیس نوحوں کے بعد ستائیس سلاموں کا مجموعہ

حدایق مرغوب

سنہ ۱۳۷۱ھ

از

مرغوب نقوی

مطبوعہ کلیم پریس کراچی

باراول سنہ ۱۹۵۲ء (تعداد اشاعت ۵۰۰) قیمت ۱۲ ار

(مکتبہ حامد حسین فرید آبادی فریر اسٹریٹ صدر کراچی)

جنؐ کی خدمت میں چلے ہیں عرض کو
کچھ تو ہوتا نذر کو اُن کے لیے

ہم نے لے اپنے پیکر افکار سے
چند ٹکڑے قلب کے جن کے لیے

مرغوب نقوی

پیشکش

حسرتِ دل کے حدایق ہیں بکف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

اپنے ان مودت اہلبیت کے جذباتی نقوش کو دینؐ دنیا کے بادشاہ ختم المرسلین ۔ رحمۃ اللعالمین و شفیع المذنبین کے دربار دُربار میں پیش کر کے بصد ادب اپنے والدین وجدین کی شفاعت کا امیدوار ہوں

امید یہی ہے دلِ مضطر کا سہارا
شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را

گدائے بے بضاعت
علی اطہر مرغوب نقوی
حامد پارک لکھنؤ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۱ ہجری

اے اہلبیت پاک نبی کا جو تھا سلام
تھا سمت سے رسول کی وہ تشکریا سلام
شش ماہا تھا نگاہِ رسالت مآب میں
یوں تم پہ چھ مہینے برابر کیا سلام

مرغوب

فہرست

ریحانِ مودّت

اے روحِ رواں و شرف و جانِ رسالت
زیبا ہے جو کہئے تجھے ایمانِ رسالت

وہ ابر ہے تو زینتِ بُستانِ رسالت
شاداب ہوا جس سے گُلستانِ رسالت

اوصافِ نبوت تری سیرت سے ہویدا
صورت سے نمایاں ہے تری شانِ رسالت

آدم سے نظر آتے ہیں تا حضرتِ عیسیٰ
سب تیرے لئے حاملِ فرمانِ رسالت

مخزن نظر آتا ہے یہ پیغامبروں کا
اللہ رے تری وسعتِ دامانِ رسالت

تعمیر کیا روزِ ازل خلق سے پہلے
خالق نے ترے واسطے ایوانِ رسالت

رکھتا ہے محب تجھ کو مری جان سے زیادہ
یہ میرا دلِ شیفتہ قربانِ رسالت

راکب ہیں تری دوش کے معراجِ تجلے
اک ماہ اور اک مہرِ درخشانِ رسالت

مخصوص ترے دین کی نصرت کو ہیں دونوں
سبطین ترے نیرِ تابانِ رسالت

تو فخرِ نقوشِ یدِ نقاشِ ازل ہے
اے فخرِ جہاں خاتمِ دورانِ رسالت

ہر غزوۂ اسلام میں حاوی نظر آیا
بھائی ترا ضرغامِ نیستانِ رسالت

کہلاتے ہیں مرزوق دو عالم ترے باعث
پروردۂ نان و نمکِ خوانِ رسالت

قائم ہے جلالت تری بارہ خلفا سے
ہر ایک میں موجود ہے اک آنِ رسالت

تکلیفِ شہادت تری اولاد نے جھیلی
تھی اک یہ فضیلت جو نہ شایانِ رسالت

صلوٰۃِ خدا تجھ پہ تری آل پہ دائم
اے مطلبی ہاشمی سلطانِ رسالت

اکملت لکم دینکم ارشادِ خدا سے　　واللہ تو ہے فاتح میدانِ رسالت
مرغوب کہاں قابلِ مدحت ہے کہ خود ہے
مداح ترا کاتب دیوانِ رسالت

نذرِ عقیدت

دنیا مری نظروں میں خیابانِ علی ہے
تا حدِ نظر وسعتِ بستانِ علی ہے
خالق کا گمان جس پہ ہو وہ شانِ علی ہے
دشوار بہت منزلِ عرفانِ علی ہے
مہتاب نثارِ رخِ تابانِ علی ہے
سنبل ہدفِ گیسوئے پیچانِ علی ہے
تخلیق میں تشریف میں توصیف و عمل میں
ملتا ہے رسولوں سے وہ عنوان علی ہے
گلزارِ جناں کی تجھے گلگشت مبارک
رضوان مری جنتِ چمنستانِ علی ہے
خالق کی اطاعت ہے محمدؐ کی اطاعت
ماتحت نبی تابعِ فرمانِ علی ہے

سردارِ جوانانِ جناں ان کے پسر ہیں
فردوس مزین بہ جوانانِ علی ہے
یاقوت و زمرد سے سوا قدر ہے ان کی
ضو عرش کی ہر لعلِ بدخشانِ علی ہے
اس شیر کی جانبازیاں غزوات میں دیکھو
ہر معرکہ منت کشِ احسانِ علی ہے
جنت کی فضاؤں میں ترانے ہیں علی کے
اور بلبلِ سدرہ بھی ثناخوانِ علی ہے
کیا چیز ہے مرغوب مری عقدہ کشائی
دشوار سے دشوار بہ امکانِ علی ہے

عصمت کدہ

مجرئی چل بر درِ عصمت مآبِ فاطمہ
سر جھکا با صد ادب سوئے جنابِ فاطمہ
شافعِ محشر کی امت کو شفیعہ بھی ملی
مرضئی حق میں ہوا جب انتخابِ فاطمہ

بن گئے سبطین دنیائے نبی کے واسطے
ماہتابِ فاطمہ اور آفتابِ فاطمہ

پیر ہو کر بھی رہے سردارِ شبان جنان
دونوں فرزندِ جگر بند جنابِ فاطمہ

کربلا میں کیا لٹے صد حیف ملکِ طوس تک
لے گئے سفاک اوراقِ کتابِ فاطمہ

فاطمہ کا گھر نہیں پھونکا تو پھر یہ کیا ہوا
کیا جدا ہیں خیمہ شبیر و بابِ فاطمہ

کربلا میں آئیں رونے کے لئے شبیر کو
مریم و حوا و سارا ہمرکابِ فاطمہ

فاطمہ کو خشمگیں کر کے نہ بخشے جائیں گے
حق تعالیٰ کا غضب ہے جب عتابِ فاطمہ

فاطمہ سوتیں نیابت میں ملک تمجید خواں
اللہ اللہ حرصِ تسبیح و ثوابِ فاطمہ

اے یہودی کیوں شبِ تاریک میں روشن نہ ہو
گھر میں جب کہنہ ردا ہو ماہتابِ فاطمہ

قرض لے کر گرسنہ رہ کر فقیروں کو دیا
کب پھرا خالی کوئی سائل زبابِ فاطمہ

جان ہی لے کر آخر پچھتروں کے بعد
باپ کی فرقت میں یوں تھا اضطرابِ فاطمہ

اللہ اللہ مردِ نابینا سے بھی پردہ کیا
حبّذا مرغوب یہ شانِ حجابِ فاطمہ

گلدستہ

مدحتِ شبر بھی کیا گلزار ہے — نظم جو لکھئے گلوں کا ہار ہے
اوس جواں پر صد درود و صد سلام — جو ریاضِ خلد میں سردار ہے
آپ کا مداح اے مولا حسن — بادۂ فردوس سے سرشار ہے
جن کے لنگر سے زمانہ سیر تھا — خلد میں ان کا بڑا دربار ہے
مانگنے والو جو چاہو مانگ لو — جو ملے کم ہے بڑی سرکار ہے
آپ کی رفعت کے سب قائل ہوئے — کس کو حجت ہے کسے انکار ہے
موتیوں کے ہار ہیں آنسو مرے — چشمِ گریاں ہے کہ گوہر بار ہے
ہر شہادت پر مرے آنسو بہے — حبِ اہلبیت کا اظہار ہے
مرتضےٰ کی ہو کہ ان کی آل کی — ہر شہادت مظہرِ اسرار ہے
تو جو محرومِ زیارت ہے ابھی — صبر کر دل اس میں کچھ اسرار ہے
خانۂ زہرا میں اترا ہے قمر — ہر طرف اک بارشِ انوار ہے

اے دل و جانِ علی و فاطمہ
تجھ پہ ناناکو بھی بے حد پیار ہے
جشنِ میلادِ حسن مرغوب ہے
مانگ لے حیدر سے جو درکار ہے

وفائے عباس

کیا ذکرِ وفا کیجئے عباسِ جری کا
پروانۂ جاں سوز ہے شمعِ نبوی کا
جویا ہے جو اللہ و محمد کی خوشی کا
سو جان سے عاشق ہے حسین ابنِ علی کا
فاقوں میں بھی تھا ذوق جسے تیغ زنی کا
واللہ خلف ہے وہ شجاعت کے دھنی کا
کہتے تھے عدو بھی اسدِ حق کا پسر ہے
شیروں سے فزوں دہر میں غصہ ہے اسی کا
حضرت کہیں بھائی تو یہ آقا کہے ان کو
اللہ و غنی خوف یہ سوئے ادبی کا
پیارے مرے ممدوح ترے نام کو لے کر
ہو جاؤں تصدق ہے تقاضا مرے جی کا

سقّہ بھی مجاہد بھی علمدارِ سپہ بھی
یہ کام تھا جز ترے کہاں اور کسی کا
منوا لیا لڑ بھڑ کے کہ حقدار ہمیں ہیں
قبضہ رہا تا حشر ترائی پہ تجھی کا
دختر نے نبی کی تجھے فرزند کہا ہے
شہرہ ہے جہاں میں تری اعلیٰ نسبی کا
اب تک ترے روضہ پہ برستی ہے جلالت
یارا کسی خود سر کو نہیں بے ادبی کا
ملتی ہیں گداؤں کو مرادیں ترے در سے
فیاض ترا فیض ہے فیضِ آلِ نبی کا
ناچیز بھی ہو جائے زیارت سے مشرف
مداح ہے مرغوب امامِ مدنی کا

جوشِ مودت

مرحبا بارِ امامت کے اٹھانے والے
امتِ جد کو جہنم سے بچانے والے

صابر و شاکر و مظلوم شجاعت کے دھنی
تشنۂ و گرسنہ تلوار چلانے والے

عابد و ساجد و مذبوح قفا تشنہ دہن
عظمتِ سجدۂ معبود بڑھانے والے

آدم و نوح و محمدؐ سے اولوالعزم نبی
بیکسی پہ ہیں تری اشک بہانے والے

تجھ پہ صلواۃ ہو سردارِ جوانانِ جناں
ہم بھی ہیں تیری طرف آس لگانے والے

سالکِ جادۂ تسلیم و رضا اے شبیر
سر خوشی سے رہِ خالق میں کٹانے والے

خون سے سینچ گیا اپنے ابد تک کے لئے
کشتِ اسلام کو سرسبز بنانے والے

ذکرِ مظلومیِ شاہِ شہدا اور بڑھا
خلق میں جتنے بڑھے اس کے مٹانے والے

ہو کے حضرت پہ فدا زندۂ جاوید بنے
دوستانِ شہِ دین خلد بسانے والے

نوکِ نیزہ پہ سر امت نے چڑھایا اُس کا
دوش پر جس کو محمدؐ تھے چڑھانے والے

اشک ریزیِ غمِ سبطِ پیمبر پہ نثار
آگ دوزخ کی یہ قطرے ہیں بجھانے والے

کربلا میں جو ستم آلِ پیمبر پہ ہوئے
اُس کی تمثیل سے عاجز ہیں زمانے والے

قید خانوں میں رہے قتل ہوئے اور لُٹے
ہائے سردارِ دو عالم کے گھرانے والے

ذکرِ شبیر پہ رونے کے مخالف مرغوب
اپنے اسلاف کے ہیں عیب چھپانے والے

محبتِ اہلبیت

حُبِّ اہلبیت برائے خلد ہے مانی ہوئی
مجرئی صلواۃ پڑھ کر شکل نورانی ہوئی

مدح کرتا ہے دل اُس کی ہے جو ہمنامِ خدا
اوج پر قسمت تری اے جوشِ ایمانی ہوئی

خدمتِ اسلام کی حضرت خدیجہ نے تو کیا
حق نے دختر بھی وہ دی جو مریم ثانی ہوئی

ہر کتابت ہے بقدر رتبہ کاتب بلند
جس طرحِ تحریر یہ قدرت زیب پیشانی ہوئی

آسماں سے جھانکتی ہیں اشتیاقِ وصل میں
شکل ہر مومن کی ہے حوروں کی پہچانی ہوئی
طاہرہ نے جس کو پالا چادرِ تطہیر میں
اس بدن کی کربلا میں ہائے عُریانی ہوئی
حق نے فرمایا جسے قرآن میں ذِبحِ عظیم
فاطمہ کا لال ہے وہ جس کی قربانی ہوئی
مر گئے بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے سبھی
دو پہر میں شہ کے گھر کی خانہ ویرانی ہوئی
پھر گیا خنجر گلے پر تین کی پیاس میں
دشتِ غربت میں مسافر کی یہ مہمانی ہوئی
آپ کی مظلومیت پر یا حسین ابنِ علی
آج تک مظلومیت پھرتی ہے دیوانی ہوئی
سر فدا کرنے پدر پر جب علی اکبر چلے
دیکھ کر شکلِ نبی امت، کو حیرانی ہوئی
لاشۂ اصغر سے شہ کرتے تھے رو رو کر خطاب
پیاس کی تکلیف کی بیٹا اب آسانی ہوئی

دفن کرنے سے چلے اصغر کو یہ کہہ کر حسین
ہائے خیمہ سے تجھے لا کر پشیمانی ہوئی
سوئے قاتل یاس سے پھر پھر کے شہ دیکھا کئے
آبِ خنجر کی پسِ گردن جو طغیانی ہوئی
شغل ہے مرغوب اپنا آجکل لکھنا سلام
جب کبھی طبعِ رسا مائل بہ جولانی ہوئی

ایمان کا ولولہ

سلامی ہر صلہ تھوڑا ہے اس بندے کی مدحت میں
کہ ہو چہرے کا جس کے دیکھنا داخل عبادت میں
پکارے جائیں گے عشاقِ حیدر یوں قیامت میں
کہ آؤ خلد والو لے چلو تشریف جنت میں
نجف کے سونے والے بھی کہیں اٹھتے ہیں اے رضوان
نسیم خلد کا در خلد سے بہتر ہے راحت میں
کمر باندھے ہوئے مرنے پہ ہیں تیار بیٹھا ہوں
سُنا ہے جب سے آتے ہیں علی مومن کی تربت میں

۱۷۵۱

رفیقانِ شہِ دیں میں ہر اک جانباز یکتا تھا
محبت میں مروت میں شرافت میں شجاعت میں

اطاعت کا نبی کی حق نے حیدر کو شرف بخشا
علی اکبر شبیہہِ مصطفےٰ ہیں شکل و صورت میں

لکھا صغرا نے اکبر کو مرا بچنا ہوا مشکل
کہ تپ بڑھنے لگی ہے رات دن بابا کی فرقت میں

جہاں تک رو یئے کم ہے بیادِ ظلم عاشورا
کھلے موئے سر خاتونِ جنت اس مصیبت میں

غضب ہے یا الٰہی شامیوں نے امتی ہو کر
اُسے مارا جو ہمسر تھا پیمبر سے شباہت میں

علی اصغر کی ماں کہتی تھی حضرت لے چلے رن کو
خدا جانے لکھا کیا ہے مرے بچے کی قسمت میں

بوقتِ استغاثہ پوچھتے تھے شہ یہ اعدا سے
بتا دو کیا نہیں ہو تم مرے نانا کی امت میں

نجف کو کر کے منہ زنداں سے یہ سجاد کہتے تھے
پڑی ہے آپ کی اولاد اے دادا مصیبت میں

تمنائے قدمبوسی میں ہے مرغوب کہہ دینا
صبا پہنچے اگر تو خدمتِ سرکارِ حجت میں

شہیدوں پر سلام

خامسِ آلِ عبا فخرِ رسولاں سلام
مرکزِ اسلام و دیں مصدرِ عرفاں سلام

قصرِ شہادت کو یوں آپ نے بخشی ہے ضو
اب یہ رہے گی مدام شاہِ شہیداں سلام

نازِ عبادت کو ہے آپ کے اک سجدہ سے
زینتِ دینِ نبی معنیٔ قرآں سلام

کوفیوں کی عرض پر نامِ خدا جان دی
تشنہ دہن فاقہ کش گرسنہ مہماں سلام

سلطنتِ دین کے آپ حامی و فرمانروا
سو دل و صد جاں سے آج اے شہِ ذی شاں سلام

آ کے ملک عرش سے آپ کے زائر بنے
بھیجتے ہیں روز و شب ہر دم و ہر آں سلام

سیّدِ عالی نسب سرورِ والا حسب
اوجِ کرامات کے نیّرِ تاباں سلام

ہو مہِ یثرب مگر ہند میں بھی جلوہ گر
مملکتِ خلد کے مہرِ درخشاں سلام

شاہ کے نورِ نظر صورتِ خیر البشر
آپ پہ بھی صد ہزار اکبرِ ذی شاں سلام

نورِ نگاہِ علی دستِ زبردستِ شاہ
پیاسوں کے سقے سلام شیرِ نیستاں سلام

شہ کے عزیز و رفیق جو بھی ہوئے ہیں شہید
بھیجے مرغوب اب صبح و مساہاں سلام
ان پہ بھی

جنّت والے

ہو سلام اُن پہ جو سوئے آسماں دیکھا کئے
اپنے اپنے باغِ جنت میں مکاں دیکھا کئے

مرنے پر سبقت جو کرتے تھے رفیقانِ حسین
تیر کھا کر روئے شاہِ انس و جاں دیکھا کئے

وہ ضعیفی میں حبیبِ ابن مظاہر کی وغا
خلد سے شیرِ خدا سوئے جہاں دیکھا کئے

اس قدر تھا تیز رو کچھ اسپِ عباسِ جری
نہر جا لی اور عدو تیر و کماں دیکھا کئے

اس تقابل پہ بھی یہ بچے تھے اور وہ پہلواں
ازرقِ شامی کو قاسمِ ناتواں دیکھا کئے

رن میں جب عون و محمد آ گئے ستھراؤ تھا
اپنے اپنے بھیجوں کا امتحاں دیکھا کئے

جن مصائب کا صلہ صلواۃ و رحمت ہے سبھی
کربلا والوں نے جھیلی سختیاں دیکھا کئے

دشمنانِ شاہ مسلم ہو کے گھاٹے میں رہے
فار کو جاتے رہے سوئے جناں دیکھا کئے

لاشِ اکبر پر چلے جب شہ بصارت گھٹ گئی
کس طرف برچھی لگی تھی اور کہاں دیکھا کئے

گھر لٹا خیمے جلے قیدی بنے زین العبا
اف نہ کی اور چرخ کی نیرنگیاں دیکھا کئے

اٹھ گئی تفریق جب مرغوبؔ عشرت مٹ گئی
ہم تو نامہرباں کو مہرباں دیکھا کئے

حسرتِ دید

صورتیں کیا کیا تھیں پنہاں ہو گئیں
مجرئی سب شہ پہ قرباں ہو گئیں

کربلا والوں کی ساری کوششیں
ختم ہو کر دین و ایماں ہو گئیں

آپ کو جس نے پکارا یا علی
مشکلیں سب اسکی آساں ہو گئیں

لے گئیں جنت کو شہ کی الفتیں
جس کے دل میں آکے مہماں ہو گئیں

پھر گیا لذاتِ دنیا سے جو دل
صورتِ خوابِ پریشاں ہو گئیں

لے چلیں فردوس کو آنکھیں حسین
آپ کے غم میں جو گریاں ہو گئیں

حاجتیں مرغوبؔ جب آ کر پڑیں
سب روا افتاں و خیزاں ہو گئیں

گلابِ جنت

ولاعلی کی ہے فردوس کے گلاب کی بو
سلامی ہم نے یہ قسمت سے دستیاب کی بو

شبیہ ہو نہ سکی گرچہ انتخاب کی بو
کجا علی کا پسینہ کجا گلاب کی بو

ہزار زہد ہو لیکن بغیرِ حبِ علی
کوئی نہ پائے گا روزِ جزا ثواب کی بو

سقر کہے گا گذر میرے سر سے اے مومن
کہ دوستدارِ علی کو نہیں عذاب کی بو

پسند آئی نہ بوئے حکومتِ دنیا
دماغ حر میں جو تھی باغ بو تراب کی بو

شب دہم تھے بہت تشنہ لب علی اکبر ق
مگر وہ سن تھا کہ آنکھوں میں آئی خواب کی بو

قضا پکاری اُٹھ اے ہمشبیہ پیغمبر
جناں میں لیتی ہیں حوریں ترے شباب کی بو

کہا یہ لاشۂ اکبر پہ شہ نے اے نانا
لیسر وہ آج موا جس میں تھی جناب کی بو

غضب کیا سپہ شام نے وہ گھر لوٹا
جہاں بس کی تھی رسولِ فلک جناب کی بو

بہا حسین کا خون خاک میں ملی ہائے
رسول کے دہنِ پاک کے لعاب کی بو

ہے دل میں سوز جو مظلومئی شہ دین کی
مرے سخن میں بھی مرغوب ہے کباب کی بو

مقبولِ کردگار

سلام اس پہ جو مقبولِ کردگار رہوا
جسے شفاعتِ امت پہ اختیار ہوا

چڑھا کے دوش پہ آرامِ جان زہرا کو
رسول کہتے تھے بیٹا مرا سوار ہوا

نبی کے بعد ہیں قرآن و اہلبیتِ نبی
جو ان سے ہے متمسک وہ رستگار ہوا

خدا کے بعد کہیں کیوں نہ اس کو دستِ خدا
جو بندہ قاسمِ خلد و قسیم نار ہوا

عجیب کلمۂ راحت ہے مومنو واللہ
پڑھی جو نادِ علی رفع انتشار ہوا

رسول اٹھ گئے جب اہلبیت کے سر سے
مصیبتوں کا غریبوں پہ انحصار ہوا

رفیق بھائی ۔ جوان بیٹا ۔ شیر خوار پسر
جدا بڑھاپے میں ہر شہ کا غمگسار ہوا

غضب ہوا علی اکبر گرے سنان کھاکر
سیاہ آنکھوں میں سرور کی روزگار ہوا
اک امتی کا شبیہہِ رسول کے ہے ہے
بلا کے دشت میں نیزہ جگر کے پار ہوا
اٹھا کے ہاتھوں پہ اصغر کو شاہ کہتے تھے
مثیلِ ناقۂ صالح یہ شیر خوار ہوا
نگاہِ یاس سے قاسم کو شاہ نے دیکھا
جہاد کو جو روانہ وہ گلعذار ہوا
حسن کے لال کا پروان چڑھنے کا سن تھا
ہزار حیف کہ پامال وہ نگار ہوا
رہے نہ جبکہ وہاں اہلبیت احمد کے
مدینہ کیا ہوا اجڑا ہوا دیار ہوا
گھر اپنے دیکھتے تھے جان نثار جنت میں
جبھی تو حر جری شاہ پر نثار ہوا
امام کہتے تھے ہم اپنا صبر کیوں چھوڑیں
یزیدیو جو تمہارا ستم شعار ہوا

ہر ایک ضرب پہ تکبیر کہتے تھے سرور
گلے پہ وار جو خنجر کا بار بار ہوا
گنے جو حضرت عابد نے زخم لاش پدر
ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک شمار ہوا
رقیب ڈھونڈھتے ہی راہِ مستقیم رہے
حسینیوں کا تو بیڑا جہاں میں پار ہوا
دلائے آلِ نبی حشر میں شفیع ہوئی
مرے گناہوں کا مرغوب جب شمار ہوا

دُرِ شہو

نام سرور جو لیا مجرئی آنسو نکلے
یا صدف سے دُرِ شہوار لب جو نکلے
ضد کی بچپن میں جو شبیر نے قدرت نے کہا
ماں کو ہمراہ لئے بچے آہو نکلے
یوں گئیں خلد کو روحیں شہدا کی خوش خوش
جس طرح ہنستے ہوئے پھول سے خوشبو نکلے

جس طرح قوتِ بازو تھے محمدؐ کے علی
شہ کے عباس علی قوتِ بازو نکلے
رو کے زینب سے کہا شہ نے بہن بعد مرے
ڈر ہے بے مقنع و چادر نہ کہیں تو نکلے
رو دیئے دیکھ کے نانا کے لئے سرورِ دین
جنگ کے واسطے جب اکبرِ خوشرو نکلے
اک مسافر سے لڑائی کے لئے کوفہ سے
اللہ اللہ ہزاروں ہی جفا جو نکلے
سر بھی نیزوں پہ شہیدوں کے چڑھا کر ظالم
جا بجا لے کے گئے ملک میں ہر سو نکلے
صبر مرغوب بیاں کر نہ مصائب شہ کے
ڈر ہے اُلفت میں شکایت کا نہ پہلو نکلے

جذبۂ استقلال

مجرئی ذکرِ غمِ شہ میں رُلا دوں تو سہی
کربلا کا کھینچ کر نقشا دکھا دوں تو سہی

ماتمِ شاہِ ہدیٰ میں ہو ہر اک دل نوحہ خواں
سب خدا کے گھر عزا خانے بنا دوں تو سہی
اللہ اللہ کس قدر تھا سنگدل جس نے کہا
سر پہ گھر والوں کے اس گھر کو جلا دوں تو سہی
گیسوئے اکبر ہلا کر رُخ پہ یوں بولی صبا
صفحۂ قرآں کو عنبر سے ہوا دوں تو سہی
مانگتے ہیں رَن کو جانے کی علی اکبر رضا
ماں یہ کہتی ہے تمہیں دولھا بنا لوں تو سہی
شاہ کہتے تھے رضا دی رَن کی اکبر غم نہ کھاؤ
دودھ بھی آؤ تمہارا بخشوا دوں تو سہی
نزع میں اکبر پکارے اے اجل جلدی نہ کر
پھل ذرا نیزہ کا بابا کو دکھا دوں تو سہی
ق
کربلا میں جب پکارا ابنِ سعد خیرہ سر
ملتِ اسلام دنیا سے مٹا دوں تو سہی
حضرتِ شبیر بولے ناخدائے قوم ہوں
پار بیڑا اُمتِ جد کا لگا دوں تو سہی

دوستانِ حق کا خوں اسلام کے فدیہ میں دوں
قوتِ بازوِ علم بردار سا دون تو سہی

نوجوان بیٹا بھتیجے بھانجے قرباں کروں
اپنا ششش ماہہ پسر بہرِ خدا دون تو سہی

کر چکوں جب دم بقائے دین کے میں سارے عمل
سجدہ خالق میں سر اپنا کٹا دون تو سہی

پھر بھی گرداب بلا میں کشتیٔ امت جو آئے
بادبان چادرِ زینب چڑھا دون تو سہی

ق

تشنگی حُر کی جو دیکھی ابنِ حیدر نے کہا
آ مرے مہمان تجھے پانی پلا دون تو سہی

تو بھی پی لے اور سب اپنے رسالے کو پلا
پیاس میں گھوڑوں کی بھی تیرے بجھا دون تو سہی

کل کو خود ہونا ہے اے بھائی مجھے بھی میہمان
خاطرِ مہماں ادا کر کے دکھا دون تو سہی

تشنہ لب شہزادہ ہاتھوں پر لئے کہتے تھے شہ
میز بانوں حالتِ مہماں بتا دون تو سہی

حُرملہ بولا اچھل کر کھینچ کر چلّے میں تیر
تشنگیٔ اصغرِ ناداں بجھا دون تو سہی

قاسم و عون و محمد اصغر و عباس کو
شاہ کہتے تھے خطِ صغرا سنا دون تو سہی

حضرتِ زینب کا مقنع بن کے گیسو نے کہا
بنتِ حیدر میں ترا چہرہ چھپا دون تو سہی

نوکِ نیزہ پر تلاوت کر کے بولا فرقِ شہ
امتِ عاصی تجھے قرآں سنا دون تو سہی

کہتا ہے ہر قطرۂ اشکِ عزا دارِ حسین
کم نہ سمجھو آتشِ دوزخ بجھا دون تو سہی

مدح کے پھولوں کی اک مرغوب چادر گوندھ کر
روضۂ شبیر پر جا کر چڑھا دون تو سہی

اظہارِ معرفت

علی کا گھرانا نبی کا چمن ہے — اِسی گھر میں نورِ خدا موجزن ہے
نہیں فرق ملتا نبی و علی میں — وہی ساری سیرت وہی سب چلن ہے
شہِ کربلا مظہرِ نورِ حق میں — بہ اسنادِ اولی نبی کا سخن ہے

جفاؤں پہ جس نے کیا شکر خالق — سلامی وعابد اسیرِ محن ہے
رضا دے کے قاسم کو شہ رو کے بولے — نشانِ برادر تو ابن حسن ہے
سکینہ سرِ شہ سے کہتی تھی بابا — مرے بازوؤں میں بھی باندھی رسن ہے
بہت غم سہے رن میں سردر نے لیکن — برادر بھتیجے پسر کا کٹھن ہے
یہ مقتل سے کہہ کر چلی بنتِ زہرا — بہن بے ردا بھائی بھی بے کفن ہے
نواسہ کا احمد کے نیزہ پہ ہے سر — کھلے سر اسیروں میں اس کی بہن ہے

نہ محزون ہو مرغوب ہجرِ وطن میں
وطن خلد تیرا غریب الوطن ہے

شہیدانِ منتخب

شرف بخشا ہے یہ اللہ نے سبطِ پیمبر کو
کیا سردارِ خلد ابنِ قسیم حوضِ کوثر کو
کچھ ایسی سرفرازی حُر نے دیکھی لشکرِ شہ میں
سپاہی بننے کی کی خواہش ہوئی سردارِ لشکر کو
شہادت اس قدر عظمیٰ اور اتنا انتخاب اصغر
چنا اللہ نے ساری خدائی میں بہتر کو

گواہی تربتِ شبیر دے گی ان کے ایمان کی
نمازون مین جو خاکِ کربلا پر رکھتے ہین سر کو
عطش میں کربلا والے جو صبر و شکر کرتے تھے
چھلکا دیکھتے تھے اپنے آگے حوضِ کوثر کو
کنیزی میں تری فضہ نے مریم کا شرف پایا
شرف اے فاطمہ خالق نے بخشا وہ ترے در کو
گلوئے خشکِ شہ مشکل سے رک رک کر جو کٹتا تھا
رگڑتا تھا عداوت سے لعین جھنجلا کے خنجر کو
عداوت اس قدر تھی بعدِ قتلِ شہ بھی اعدا کو
بضاعت لوٹ لی ساری لگا دی آگ بھی گھر کو
سرِ دربار حاکم نے اسیروں کو بلایا ہے
نبی زادی کھلے سر ہے کہاں سے لائے چادر کو
ہوا شک فاطمہ صغرا کو بابا کی شہادت کا
بخون آلود جب دیوار پہ دیکھا کبوتر کو
عدو اسلام کی تھی اس قدر آلِ ابو سفیان
خدا کو بھی نہ پہچانا نہ پہچانا پیمبر کو

جسارت دیکھے ہوں گے شفاعت خواہ محشر بین
بغی ایمان سے جھٹلا کر شفیعِ روزِ محشر کو
حسینی خلد کو مرغوب جائیں گے قیامت مین
یزیدی جائیں گے دوزخ میں لیکر اپنے رہبر کو

نالۂ دلگیر

مس ہوئی شبنم جو میرے نالۂ دلگیر سے
بن گئی موتی سلامی خوبی تقدیر سے
حرملہ کو کیا عداوت تھی بھلا بے شیر سے
کام خنجر کا لیا ظالم نے نوکِ تیر سے
لوٹ لیں گے دشمنانِ دین یہ کہتی تھی قضا
شاہ کہنہ پیرہن لیتے تھے جب ہمشیر سے
سیدِ سجاد کے باندھے گئے جب دست و پا
رہ گئی بندھ کر امامت نسل میں زنجیر سے
حر کی قسمت کھل گئی ناری سے نوری ہو گیا
مل گئی جس دم معافی حضرتِ شبیر سے

یوں حبیب ابن مظاہر حب حیدر میں لڑے
ہو گئے عاجز جوان ہفتاد سالہ پیر سے
کربلا ہی کے مظالم کم نہ تھے ان کے لئے
کیا ملا آلِ نبی کی ظالمو تشہیر سے
یا رسول اللہ نہ امت نے کیا پاس آپ کا
ملتی تھی اکبر کی صورت آپ کی تصویر سے
اک علی ہی کا نہیں تا قائم آلِ عبا
نور اے نورِ رسالت ہے تری تنویر سے
پرسشِ اعمال ہو گی حشر میں مرغوب جب
میں لپٹ جاؤں گا رو کر دامنِ شبیر سے

ساقیِ کوثر

ساقیِ کوثر جو کوثر کے کنارے جائیں گے
مجرئی سب شیشہ و ساغر سنوارے جائیں گے
دشمنوں کو دور کر کے کوثر و تسنیم سے
سیر فرماتے ہمیں آقا ہمارے جائیں گے

دھوم ہوگی روزِ محشر مومنو آؤ چلو
خلد میں لے کر تمہیں مولا تمہارے جائیں گے

پڑھ کے قل لا اسئلکم حشر میں سوئے جناں
دوستانِ حیدرِ کرار سارے جائیں گے

آئے گی آواز طبتم فادخلوھا خالدین
مومنین جس وقت جنت میں گذارے جائیں گے

رتبۂ آلِ عبا اللہ اکبر واہ واہ
عاصیوں کی یہ شفاعت کو پکارے جائیں گے

جس طرح افلاک پر ہیں برج بارہ اس طرح
عرش پر بارہ امامت کے ستارے جائیں گے

سیدہ کہتی تھیں میرا گھر نہ پھونکو ظالمو
کربلا تک آگ کے اٹھ کر شرارے جائیں گے

چوم کر اکبر کی زلفیں ماں نے حسرت سے کہا
اب یہ گیسو خلد میں بیٹا سنوارے جائیں گے

شاہ کہتے تھے علی اکبر تو مرنے کو نہ جا
خلق سے نانا کی صورت کے نظارے جائیں گے

شہ لئے جاتے تھے اصغر کو یہ فرماتے ہوئے
گود میں کس کی ہمک کر میرے پیارے جائیں گے

کیا خبر تھی تیر کھائیں گے ذرا سی عمر میں
اصغرِ ناداں جو دریا کے کنارے جائیں گے

دفن کرتے تھے علی اصغر کو یہ کہہ کر حسین
بعد میرے سب کے سر تن سے اتارے جائیں گے

شاہ پہناتے تھے قاسم کو شہانا جب لباس
موت کہتی تھی کہ دولہا بن کے مارے جائیں گے

حضرتِ قاسم زرہ پہنو - یہ آتی تھی صدا
اس بدن پر جیتے جی گھوڑے گذارے جائیں گے

چوب رکھ رکھ کر لبوں پر شہ کے کہتا تھا یزید
آج روزِ بدر کے بدلے اتارے جائیں گے

حضرتِ قائم جو فرمائیں گے دنیا میں ظہور
دشمنانِ شاہ زندہ کر کے مارے جائیں گے

ہم کو اے مرغوب اپنے ساتھ لے کر خلد میں
فاطمہ کے لال حیدر کے دلارے جائیں گے

ایمان و اسلام

سلام اس پر رہا جو تین دن پیاسا بیابان مین
بہا دیں ندیاں رحمت کی جس نے کشتِ ایمان مین
حسین ابنِ علی اے عیسیٰ اسلام کیا کہنا
دوبارہ روح پھونکی پیکرِ بے جانِ ایمان مین
قیامت تک رہی اب لہلہاتی دین کی کھیتی
ضیائے خونِ فرزندِ نبی ہے ہر خیابان مین
عزیزوں سے چھٹے پیاسے رہے جانین تصدق کین
رفیقانِ شہِ دین کس قدر کامل تھے ایمان مین
مجھے جنت کی کیا خواہش رہے جب میرے مولا نے
بنا دی کربلا جنت گیا تب قصرِ رضوان مین
حسینی عزم و استقلال و ہمت مین نہ فرق آیا
جفائیں رہ گئیں منہ ڈال کر اپنے گریباں مین
شقاوت پر تری اے حرملہ نفرینِ عالم ہے
نہ تھی نسبت گلوئے اصغر و سہ شعبہ پیکاں مین

فدائی بھی شہِ دین کے تھے اور قاتل بھی امت مین
مرے اللہ اتنا فرق مومن اور مسلمان مین
الٹ دی منقلب ہو کر بساطِ ظلم اصغر نے
چھپا کر لائے تھے شبیر نصرت اپنے دامان مین
برستے ہیں عزائے شہ میں اشکوں کی جگہ موتی
سمٹ کر آ گئی مرغوبِ جنت چشمِ گریان مین

نظم

پہلو میں جب تلک دلِ دردآشنا نہ ہو
نوحہ تو کیا سلام میں بھی قاعدہ نہ ہو
بالوں سے منہ چھپائے نہ زینب تو کیا کرے
مجرائی جب غریب کے سر پر ردا نہ ہو
ذکرِ علی عبادتِ خالق سے کم نہیں
سجدہ بھی وہ قبول ہے جس مین ریا نہ ہو
جاتے تو ہیں حسین طلب پر ولید کی
خواہر کو ڈر ہے بھائی سے کوئی دغا نہ ہو

یہ شرط ہے زیارتِ معصوم کے لئے
تائب ہو صدق دل سے اگر پارسا نہو
ایک جزو ہیں علی بھی محمد کے نور کا
یوں جانشین ہے مان ذرا فاصلہ نہو
دانستہ شہ کے قتل کا بانی ہوا یزید
ایسا نہ تھا کہ اہلِ جفا جانتا نہو
اے حرملہ صغیر پہ یہ ظلم الامان
ناوک بھی وہ کہ جس کا نشانہ خطا نہو
فضہ شریکِ نذر ہے بنتِ رسول کی
کیوں ھل اتیٰ میں شاملِ اجر و جزا نہو
ہیں منکرِ رسول بھی قایل حسین کے
ایسا کوئی نہیں جو انہیں مانتا نہو
گذری سپاہِ شام تو شیریں کو ننگ ہوا
آلِ رسول کا یہ کہیں قافلہ نہو
ذاتِ خدا کی مثل فضائل علی کے ہیں
کیا انتہا ہو جس کی کوئی ابتدا نہو

کیا دیکھتے ہو کوفیو بازارِ شام میں
یہ امتحانِ آلِ رسولِ خدا نہو
جو ظلم ہائے آلِ پیمبر پہ ہو چکے
ایسا ستم جہان مین اب تک ہوا نہو
عشرہ کی صبح اور شبِ عاشور کا بیان
کیوں کر ہو جب رسائی طبع رسا نہو
ذکرِ خدا میں کٹ گئی پیاسوں کی رات یوں
جس طرح فرشِ خواب پہ اپنا پتا نہو
پہنچی اذانِ اکبرِ خوش لحن عرش تک
دیکھیں تو قدسیوں میں کوئی جھومتا نہو
آگے امام پیچھے مصلی کھڑے ہوئے
اب حشر تک بھی ایسی جماعت بپا نہو
مسطور ہیں فلک کے ستارے زمین پر
خم ہے یہ آسمان انہیں جھانکتا نہو
سجدے کئے کچھ ایسے عقیدت بھرے ہوئے
جن کا سوا رضائے خدا کے صلا نہو

بازارِ قتل گرم ہوا کربلا میں ہائے
اک اک کی جان سپر بنی شہ پہ جفا نہو
اللہ رے یہ فدیۂ دیں کی گراں بہی
فدیہ امام خود ہو جو فدیہ رہا نہو
فدیہ ذبیح کا ہے کہ ہے خون بہا حسین
وہ خوں بہا کہ جس کے لئے خون بہا نہو
چادر بچھائی فاطمہ زہرا نے خاک پر
جلتی زمین پہ ذبح مرا مہ لقا نہو
خونِ حسین لے گئے شیشہ میں مصطفےٰ
انکارِ قتل شمر کو پیشِ خدا نہو
مرغوب روئے جا غمِ شہ میں رُلائے جا
جب تک یہ جان ردائے ملکِ بقا نہو

نگینِ مُہرِ نبوت

تجھ پر سلام بادشہِ کربلا حسین
سردارِ دین و وارثِ ملکِ بقا حسین
اے نونہالِ گلشنِ صبر و رضا حسین
تیری ہر ایک شاخ گئی تا سما حسین

افضل حسن کے بعد ترا مرتبا حسین
قرآنِ رحلِ زانوئے خیر الوریٰ حسین
پشتِ نبیٔ حق پہ ہے جلوہ نما حسین
روشن نگینِ مُہرِ نبوت بنا حسین
نورِ نگاہِ فاطمہ زہرا مرا سلام
سرمایۂ حیاتِ رسولِ خدا حسین
وجہِ بقائے زندگیٔ حضرتِ ذبیح
تعبیرِ خوابِ بہرِ خلیلِ خدا حسین
زنجیر بابِ علمِ نبی تجھ سے تا سلک
قائم ہے تا قیام ترا سلسلا حسین
مسلم غریب سے ترے مقصد کی ابتدا
اصغر سے بے زباں پہ ہوئی انتہا حسین
بہتا ہوا لہو ترا دشتِ قتال میں
اسلام کے لئے بنا آبِ بقا حسین
شدت میں انبیائے اولوالعزم سے شدید
اے مبتلائے غم تری ہر ابتلا حسین
دینِ رسول تیری شہادت سے بچ گیا
مقصد ہی کچھ نہ تھا ترا اسکے سوا حسین
سینچا ہو جس کو تو نے بہتر کے خون سے
دُنیا میں وہ شجر نہ ہے کیوں ہرا حسین
نہرِ فرات سامنے کوثر کو منہ ترا
نعمت سے اس جہان کی آشنا جدا حسین
خنجر کی دھار دستِ ستمگار منفعل
سجدے میں کاٹ کر ترا سوکھا گلا حسین
اب بھی نہ آئے راہ پر است تو بد نصیب
ہے ہادیٔ طریق ترا ماجرا حسین

مدّاح پر کرم ہے عنایت ہے آپ کی
مرغوب کے مرض کی بھی دیجے دوا حسین

صنعتی سلام

ا	انبساطِ قلبِ مضطر راحتِ جان السلام	م	مایۂ اسرارِ وحدت نورِ عرفان السلام
م	ماہتابِ آسمانِ دین و ایمان السلام	ا	آفتابِ شرعِ در زیبِ عرشِ یزداں السلام
ا	افتخارِ آدم و عیسیٰ و ایوب و شعیب	ل	لذتِ دردِ دلِ صبر یاس و حرمان السلام
م	معنیٔ ذبحِ عظیم و فدیۂ راہ خدا	س	سالکِ راہِ وفا شاہِ شہیدان السلام
ح	حاملِ بارِ شہادت خامسِ آل عبا	ل	لوحِ پُر اسرار کے نقشِ نمایان السلام
س	سلکِ تسلیم و رضا کے گوہر یکتا حسین	ا	اے شہیدِ راہِ حق اے تشنہ مہمان السلام
ی	یادگارِ میرِ خیبر ضیغمِ شیرِ خدا	ہ	ہیبت اندازِ یلی و مردانِ میدان السلام
ن	نغمۂ سازِ حقیقت داعیٔ راہ بقا	ی	یاورِ دینِ خدا فخرِ بزرگان السلام
ع	عاشقِ ملت غریقِ لُجۂ صدق و صفا	ل	لنگرِ ارض و سما کشتیٔ ایمان السلام
ل	لختِ قلبِ سیدہ نورِ نگاہِ مصطفےٰ	ع	علتِ غائی کن تفسیرِ قرآن السلام
ی	یوسفِ مصرِ شہادت دلبرِ پیغمبران	ن	ناظمِ شیرازۂ دینِ پریشان السلام
ہ	ہمت افزائے جوانان و شہیدانِ وفا	ی	یاور و ناصر توانائی پیران السلام
ا	اخترِ تابندۂ چرخِ امامت مہرِ دین	س	سرو گلزارِ نبی شمعِ شبستان السلام
ل	لاکھ پردوں سے عیاں ہوتا ہے ترا جلوہ عیاں	ح	حجتِ حق تیرے ہادیٔ دوران السلام
س	سُرمۂ چشمانِ مشتاقانِ دیدارِ دوجہاں	م	مرہمِ زخمِ دلِ بیمارِ ہجران السلام

ل	لمحہ لمحہ آپ کے غزوہ کا بڑھ کر بن گیا	ا	امتیاز اک درمیانِ کفر و ایمان السلام
ا	السلام اے داروئے ہر دردِ بیمارانِ غم	م	مقصدِ دل سے قریں نزدِ رگِ جان السلام
م	ماضی و مستقبلِ مرغوب ہے مولا مرے	ا	اک نگاہِ لطف تیری تیرا دامان السلام
امام حسین علیہ السلام		امام حسین علیہ السلام	

روضۂ سیّد الشہدا سے خطاب

پنہاں تو نظر سے تو ہویدا تری تصویر
مشتاق نگاہیں تو دلاسا تیری تصویر
تو نور ہے اور نور کا جلوہ تری تصویر
تو چاند ہے اور چاند کا ٹکڑا تری تصویر
والشمس کا مسکن ہے تو والفجر کا مرقد
آیاتِ خدا کا ہے تجلّی تری تصویر
اے روضۂ دلبندِ شہِ یثرب و بطحےٰ
ہے روح دل و جانِ تمنّا تری تصویر

هر تعزیہ مظلومئ سردرا کا ہے خاکہ
اجڑی ہوئی دولت کا ہے نقشا تری تصویر

اسلاف نے جن کے ترے صاحب کو ستایا
بدعت وہ سمجھتے ہیں بنانا تری تصویر

کرتے ہیں فرشتے تری آ آ کے زیارت
مجبور سمجھتے ہیں تری جا تری تصویر

تعظیم و پرستش کی جو تفریق نہ جانے
سمجھائے تری شان اسے کیا تری تصویر

تو فاطمہ زہرا کے ہے دلبند کا حامل
مومن کو یہ کرتی ہے اشارا تری تصویر

تو خواب گہہ محسن اسلام ہے بے شک
مسلم کے لئے فخر ہے رکھنا تری تصویر

ٹکڑوں پہ تری خاک کے سجدوں کے نشاں ہیں
مسجد کا حقیقت میں ہے طغرا تری تصویر

منت بھی کوئی تعزیہ رکھنے کی جو مانے
بن جائے گی مشکل میں وسیلا تری تصویر

تو گلشن فردوس کے خطہ پہ بنا ہے
اوڑھے ہوئے ہے عرش کا سایا تری تصویر

لے جائے گا جنت کو تو یہ ارض مقدس
ہے ہول قیامت سے مبرا تری تصویر

تو ہی جسد شاہ شہیداں کا ہے مدفن
مرغوب کے دل میں ہے ہویدا تری تصویر

اطمینان قلب

نور خدا کے نور کا ٹکڑا حسین ہیں
چمکا جو عرش پر وہ ستارا حسین ہیں

نخل مراد سید بطحیٰ حسین ہیں
سرو ریاض گلشن زہرا حسین ہیں

کیوں کر رسول ان سے یہ جب ہیں رسول سے
اسلام کی بقا کا معما حسین ہیں

لاریب ہیں خلیل کی خلعت کی یادگار
آدم کی مدتوں کی تمنا حسین ہیں

عیسیٰ کا زہد موسیٰ عمران کا اقتدار
نبیوں کے معجزوں کا خلاصا حسین ہیں

ایک درس کربلا کی لڑائی حسین کی
وحدانیت کا ایک ادارا حسین ہیں
اس کربلا کے درد بھرے امتحاں کے بعد
سارے جہاں میں دیکھئے اب کیا حسین ہیں
بحرِ فنا میں نوح کی کشتی کے بادبان
واللہ ڈوبتوں کا سہارا حسین ہیں
اسلام کی جبیں پہ چمکتا ہے چاند سا
ختم الرسل کے دین کا ستارا حسین ہیں
قدرت سے کارِ دیں کے صلہ میں عطا ہوا
محبوبِ کبریا کو جو تحفہ حسین ہیں
دنیا سے چل تو اِن کی ولا ساتھ لے کے چل
تاریکیٔ لحد کا اُجالا حسین ہیں
عیسےٰ تھے اک زمانۂ مخصوص تک مسیح
اب حشر تک جہاں کے مسیحا حسین ہیں
ہر اک امام اپنی امامت میں منفرد
ہوں جس سے نو امام وہ تنہا حسین ہیں

دُنیائے انقلاب کے پروردگار ہین
اسلام کے حیات کی دنیا حسین ہین
مرتے ہوئے یزید سا فرعون کہہ گیا
موسےٰ رسول ہین ید بیضا حسین ہین
اسلام کو جو ڈھونگ بتاتا تھا وہ یزید
کہنے لگا رسول نبی کا حسین ہین
جُھکتی ہے ہر نفر کی عقیدت حسین پہ
انسانیت کا خلق میں کعبہ حسین ہین
مرغوب دردِ دہر سے گھبراؤں کس لئے
میرے دلِ حزیں کا دلاسا حسین ہیں

ذکرِ معراج

گھر سے معراج کو اللہ کے پیارے نکلے
خلد میں پھول کھلے عرش پہ تارے نکلے
آسمان رفعتِ انسانِ مکمل دیکھی
فرش سے اُٹھ کے چلے عرش کنارے نکلے

دوش پر سلکِ امامت بکھیرے لڑیاں
سازو سامانِ رسالت کو سنوارے نکلے
سر پہ دستار بھی ہے بر میں نبوت کی عبا
جھک کے نعلین کو دیکھا تو ستارے نکلے
بسترِ پاک سے تو نور درخشان ہے وہی
بو چلی گل سے کہ سرکار ہمارے نکلے
حسن کو ان کے ہر اک آنکھ نے دیکھا پرکھا
ہر کسوٹی پہ وہ ہر بار کرارے نکلے
مرتے دم دیکھ لیا آپ کو ان آنکھوں سے
روح کے ساتھ ہی پُر شوق نظارے نکلے
کیا کہوں ضبطِ فغاں سے ہے جو دل کی حالت
آہ منہ سے کبھی نکلی تو شرارے نکلے
خیرِ مقدم کو بڑھے ان کی ملک خوش ہو کر
قدسیوں نے کہا ارمان ہمارے نکلے
اللہ اللہ شرفِ امتِ محبوبِ خدا
ہم گنہگار بھی اللہ کے پیارے نکلے
دل زبان آنکھ کوئی حشر مین حامی نہ بنا
میرے اعضا بھی طرفدار تمہارے نکلے

پتیاں گل کی خزان مین جو چنین بلبل نے
چند ان میں دلِ مجروح کے پارے نکلے
جنگ سر کیوں نہ ہوا اتنا ہو بہادر جو جری
بابِ خیبر کو ہوا پر ہی ابھارے نکلے
آدمی کے لئے دُنیا نہیں رہنے کی جگہ
چار دن زیست کے غربت میں گذارے نکلے
بھائی نے جب شبِ ہجرت تری چادر اوڑھی
سرنگوں شرم سے اعدا ترے سارے نکلے
ایک خاتونِ جناں ایک علی اور حسنین
بعد حضرت کے یہ امت کے سہارے نکلے
زائچہ دیکھ کے فطرت کا منجم نے کہا
دوست کی جیت ہے دشمن کے خسارے نکلے
منظرِ جنگ سے عالم کی نزا ہے خونین
لہو پیتے ہوئے آنکھوں سے اشارے نکلے
دیجے مرغوب کو بھی روضۂ شبیر دکھا
ہند مین دم نہ کہین ہجر کے مارے نکلے

بیادِ صاحب العصر

دیدار ملے میرا ب یارب ہو شتاب انکا — منکر نہ کہیں کر دے عالم کو حجاب انکا
اس روئے کتابی سے اُلٹے تو نقاب انکا — ہو جائے ابھی قائل ہر اہلِ کتاب انکا
چلتا ہے اشاروں پر محکوم ہے اب انکا — ہر مادرِ موج انکی ہر طفلِ حباب انکا
اک میرا عریضہ بھی لے آبِ رواں لے جا — دریا لبِ ساحل ہی موجود ہے باب انکا
دیکھا ہی نہیں زاہد کیونکر تجھے سمجھاؤں — قد رشکِ صنوبر ہے رُخ رشکِ گلاب انکا
میں تو یہی سمجھا ہوں جس دن سے ہوں متوالا — جنت ہے خوشی انکی دوزخ ہے عتاب انکا
جب گورِ غریباں سے ہنستے ہوئے وہ گذریں — تربت سے نکل آئے ہر خانہ خراب انکا
اربابِ محبت کو راحت نہیں دنیا میں — دل پائے گا ہر دم پہلو میں کباب انکا
کہنے کو کوئی کہدے لائے بھی تو ہم جانیں — دنیا میں نظیر ان کی عقبیٰ میں جواب انکا
پھرتے ہیں نگاہوں میں جس دن سے ہیں پوشیدہ — بچپن وہ کبھی ان کا گہ عہدِ شباب انکا
مہ رشکِ مہِ کنعان سمجھا ہے حقیقت میں — جنت بھی جواں بن کر دیکھے گی شباب انکا
راہب ہے کلیسہ میں مندر میں برہمن ہے — کلمہ وہ ابھی پڑھ لے دیکھے جو شباب انکا
ایمان کہوں ان کو کہتی ہے مری فطرت — ہر عہد میں جدت پر نیکن ہے شباب انکا
قدرت ہی کا منشا ہے خود ان کو جواں رکھنا — مصروفِ عباداتِ خالق ہے شباب انکا
تقلیدِ امامت پر مامور ہوئے عیسیٰ — افضل ہے نبوت کے رتبہ سے شباب انکا

پیری سے جوانی کی کچھ اور ہی منزل ہے — ہیں خضر بھی او رباقی دنیا میں شباب انکا
تنویر ہوئی مدھم خورشید پہ ابر آیا — اے بادِ صبا تو ہی سرکا دے نقاب انکا
ہاں توسنِ ایمانی مہمیز ہو پہنچا دے — مشتاقِ زیارت ہے یہ پایہ رکاب انکا
آیاتِ کلام اللہ پھل بن گئے جنت کے — بخشا کسی مومن کو جب ہم نے ثواب انکا
ہر مستِ تصور ہیں ساقی ترے متوالے — مے انکی ولا تیری دل جام شراب انکا
دیکھا ہے جو کچھ تو نے احوال مرا کہنا — لانا بھی کچھ اے قاصد پلٹے تو جواب انکا
پرواز سے عاجز ہے جبریلِ تخیل بھی — معراجِ جلالت تک پہنچا ہے عقاب انکا
ہر مجتہد و عالم ہر مفتی و ہر قاضی — غیبت میں پریشان ہے اٹھ جائے حجاب انکا
ہے شوقِ لقا جنکا اے حضرتِ روح اللہ — کب سے متمنی ہے بندہ بھی جناب انکا

دنیا کو ضرورت ہے جن کی وہی اے زاہد
مرغوب کے مولا ہیں قایم ہے خطاب انکا

جذباتِ ایمانی

کعبہ میں علی نے جب ولادت پائی — بت ہو گئے مبہوت وہ ہیبت چھائی
عزیٰ نے کہا ہبل سے نکلو آئے — اک شیرِ خدا ایک اسد کی جائی

ولہ

اس ماہ کی تیرھویں میں ہے زیبائی   پیدا ہوا کعبہ میں نبی کا بھائی
خالق کا ولی سچ ہے جو چاہے سو کرے   دیکھا کہ نحوست نے سعادت پائی

دیگر

یوں تو ہوئے اردگرد اکثر پیدا   پر کون ہوا مثالِ حیدر پیدا
اس طور سے کب کسی کی آمد کے لئے   دیوار میں کعبہ کی ہوا در پیدا

دیگر

پیدا کعبہ میں باصد اکرام ہوئے   مولا مرے اللہ کے ہمنام ہوئے
معبودِ حقیقی کی پرستش ہوگی   سمجھو کہ جدا آج سے اصنام ہوئے

ولہ

احمد کے جو داماد کی پیدائش ہے   مرسل کے یہ امداد کی پیدائش ہے
مغموم ہیں بت اور ملک ہیں شاداں   جبریل کے استاد کی پیدائش ہے

دیگر

کہتے ہیں ملائکہ علی کو دیکھو   داماد و برادرِ نبی کو دیکھو
جبریل درِ کعبہ پہ دیتے ہیں ندا   نبیوں کے امام کے وصی کو دیکھو

ولہ

دشمن تو عداوت سے عیاں کر نہ سکے   احباب بھی سب وردِ زباں کر نہ سکے
پھر بھی ہوئے دنیا میں یہاں تک شائع   اوصافِ علی بشر بیاں کر نہ سکے

ولہ

ایمان کے ہوئی علی کے شہرت پہلے   پیچھے ملے یا ملے خلافت پہلے
اسلام و امامت میں ہے یکساں سبقت   بارہ میں سے منتخب ہیں حضرت پہلے

ولہ

دیکھا نہ گیا غیروں کا بے جا قبضہ   اٹھ جائے گا اب سب کا سراپا قبضہ
مولود کو کعبہ کے گوارا نہ ہوا   اللہ کا گھر اور بتوں کا قبضہ

ولہ

محبوبِ خدا آکے رسالت کے لئے — ایذاؤں میں تھے نشر و اشاعت کے لئے
دیکھا نہ گیا حق سے تو آخر اک دن — اللہ کا ہاتھ آیا حفاظت کے لئے

ولہ

کعبہ میں نہ تھا خاص کسی کو سجدہ — معبود بہت تھے تھا سبھی کو سجدہ
جب دوشِ پیمبر پہ گئے دستِ خدا — ہر بت نے کیا گر کے نبی کو سجدہ

دیگر

ہیں نورِ خدا علی حق آگاہ بھی ہیں — انسان صورت بھی ہیں ملک جاہ بھی ہیں
بندہ کوئی اور کوئی خدا کہنے لگا — بازوئے رسول ہیں ید اللہ بھی ہیں

دیگر

ہے آج سرور کا جو منظر پیدا — اس دن ہوئے مومنوں کے رہبر پیدا
ہمنام سے اپنے رب کی الفت دیکھو — اللہ کے گھر میں ہوئے حیدر پیدا

دیگر

اے نصیری بابِ حیدر میں عبث گمراہ ہے — وہ کبھی پیدا ہوا ہے جو ازل کا شاہ ہے
میں کہوں نورِ نبی اور تو کہے نورِ خدا — فیصلہ ہو جائے گا دونوں میں رسم و راہ ہے

دیگر

اخلاق سے اپنے اک جہاں رام کیا — کفار کو یوں داخلِ اسلام کیا
پانی نہ پیا بغیر قاتل کو پلائے — قربان علی کے جاؤں کیا کام کیا

دیگر

دامادِ پیمبر ہیں شرافت ایسی — دھوکہ ہو خدا کا جس پہ رحمت ایسی
نام اپنا انہیں علیِ اعلیٰ نے دیا — اللہ اللہ علی کی رفعت ایسی

دیگر

برجِ شرف و علم کا سیارہ ہے — ہر ایک خدا کے نور کا پارہ ہے
اثنا عشری خوش ہوں ملے خوب امام — ہر وجہ خدا میں حق کا نظارہ ہے

دیگر

بازو دل و مال سے فدائی دیکھے　　یہ گھر ہے رسول کا خدائی دیکھے
عباس حسین کے محمد کے علی　　ہم نے وہ جان نثار بھائی دیکھے

دیگر

رہتا ہے سدا خوار خودی کا بندہ　　خود رائی سے ہوگا نہ کسی کا بندہ
مرغوب بنایا ہے مجھے خالق نے　　اللہ و محمد و علی کا بندہ

دیگر

کامل ہو تو قدرت کی ضیا ہوتا ہے　　مقبول بشر خدا نما ہوتا ہے
اللہ علی کو اے نصیری نہ سمجھ　　بندے کہیں بندہ بھی خدا ہوتا ہے

دیگر

سرتاج گروہِ اولیا حیدر ہیں　　زینت دہ بزمِ انبیا حیدر ہیں
مرغوب ہیں مظہر العجائب ایسے　　سنتے ہیں نصیری کے خدا حیدر ہیں

دیگر

اللہ تو قدرت کے سوا کچھ بھی نہیں　　بندہ جو خدا ہو تو خدا کچھ بھی نہیں
نافہم کرامت کو خدائی سمجھا　　دھوکہ ہے نصیری کی خطا کچھ بھی نہیں

دیگر

مایوس میں ہرگز تری رحمت سے نہیں　　محروم کوئی تیری عنایت سے نہیں
شکوہ ہے مجھے اپنی دعا سے یارب　　مقرون ترے باب اجابت سے نہیں

دیگر

ہے مثل حباب زندگانی تیری　　عقبیٰ میں ہے عمرِ جاودانی تیری
پیری میں تو کچھ کرے اب اے مردِ خدا　　غفلت میں جو گذری ہے جوانی تیری

دیگر

کیا کیا نہ کرم نے ترے انعام دیا　　روزی دی ہوا و آب و اسلام دیا
سب کچھ دیا دنیا میں تو دینے والے　　مرغوب ہے عقبیٰ میں جو آرام دیا

دیگر

مرغوب کبھی وہ اک زمانا ہوگا — دنیا کی حیات ایک فسانا ہوگا
یہ جسم تو کربلا کی جنت ہیں یہاں — واں خلد میں روح کا ٹھکانا ہوگا

قطعہ

تصویر میں قدرت کی تہ عقدہ کشا بھی — عاجز ہے سمجھنے سے انہیں عقل رسا بھی
مرغوب کمالات ہیں مولا کے کچھ ایسے — اک قوم نے دیکھے تو وہ کہتی ہے خدا بھی

دیگر

مبارک یا رسول اللہ تمنا کی مراد آئی — علی کی جانشینی آج بالاعلان فرمائی
غدیر خم کا منظر بھی عجب مرغوب منظر ہے — کہ بھائی کی جگہ پہ ہو رہا ہے جانشین بھائی

دیگر

خالق کی غلامی کرتا ہے مخلوق پہ شاہی کرتا ہے — مجبور بھی ہے مختار بھی ہے اعجاز نمائی کرتا ہے
دھوکہ یہ تمہاری فہم کا ہے بس ہم سے نصیری کچھ نہ کہو — معلوم ہوا بندہ پرور بندہ بھی خدائی کرتا ہے

باقیات الصالحات

یہ[عہ] مصنف کے جد بزرگوار سید علی نقی صاحب نقوی چاندپوری ابن سید محمد نقی بن سید نثار علی بن سید غلام کریم بن سید محمد شاہ رئیس اعظم قصبہ کٹرا مانکپور کے اظہار عقیدت پر قدرے کلام برائے یادگار درج کیا جاتا ہے۔ یہ ان کا اب سے برسوں پیشتر کی شاعری اور طرز کلام کا نمونہ ہے۔ جو اپنا تخلص سید کرتے تھے۔ پر خلوص اور ماہر فن مرثیہ خواں بھی تھے۔ یہ تو نہ معلوم ہو سکا کہ یہ فن انہوں نے کس استاد سے حاصل کیا تھا۔ چونکہ ان کا قیام زیادہ تر اودھ اور اس کے نواح میں رہا اور بسلسلہ ملازمت محکمہ پرمٹ میں انسپکٹری کے عہدہ پر اسی طرف رہے۔ اس لئے خیال ہوتا ہے کہ اساتذہ لکھنؤ ہی سے کسی کے شاگرد بھی ہوں گے۔ آخر عمر میں پنشن یاب ہو کر اپنے گھر چاندپور ضلع بجنور قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اور تا دم آخر وہیں رہے۔ ان کی مرثیہ خوانی اس خوش اسلوبی سے ہوتی تھی کہ سامعین بلا متاثر ہوئے نہ رہ سکتے۔ مرحوم جب اپنا تعزیہ صبح عاشورہ کو مکان مسکونہ سے اٹھوا کر جدی باغیچہ کے قبرستان میں دفن کرنے لے جاتے تو راستہ بھر مرثیہ پڑھتے جاتے اور

عہ اسسٹنٹ کمشنر محکمہ پرمٹ پنجاب

کسی نہ کسی کو اپنے احباب سے بازو بنا کر ہمراہ لے لیا کرتے راہ گیرون مین جو بھی ملتا رُک کر سُنتا اور بغیر اشک بہائے نہ گذرتا۔ آپ کبھی کبھی رنگ تغزل میں بھی اگر طبع آزمائی فرماتے تو اس میں بھی ان کا طبعی رُجحان محبتِ اہلبیت بیان سے جدا نہ ہوتا بعارضہ شدت خونی بواسیر جان بر نہ ہو سکے اور آخر بوقت رحلت یا علی یا علی کہتے ہوئے دنیا سے گذر گئے۔ تقریباً ستّر سال کے سن میں ۸ر اگست ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲ر شعبان ۱۳۳۰ھ کو انتقال کر کے اپنے خاندان کے قریب دفن ہوئے۔ اللہ مرحوم کو درجات عالیہ کرامت فرمائے۔ جو ایسے سلیم الطبع اور ہر دل عزیز فرد تھے کہ بلا امتیاز مذہب و ملت سب کے دلون مین آپ کی وقعت تھی۔ ہفتہ کے روز بازار کو خانگی اشیاء خریدنے خود تشریف لے جاتے۔ جس طرف سے گذرتے لوگ ان کی تعریفیں کرتے نظر آتے۔ ناظرین مرحوم کے لئے دعاء خیر فرمائیں۔

راقم

علی اطہر خلف میر علی کریم مرحوم چاندپوری

نعت

مجھے الفت ہے محبوبِ خدا سے — کوئی افضل ہے کب خیرالوریٰ سے
محمد باعثِ ایجادِ عالم — ہے شامل خلق سے واصل خدا سے
کوئی ہمتا شش احمد کا نہیں ہے — ولے ہے ہمسری شیرِ خدا سے
علی کا رتبہ داں فخر البشر ہے — علی آگاہ شانِ مصطفےٰ سے
شفیع المذنبین ذاتِ محمدؐ — مجھے کیا خوف ہے روزِ جزا سے
نہ دنیا سے نہ مافیہا سے مطلب — مگر مطلب حبیبِ کبریا سے
گدائے کوچۂ خیرالوریٰ ہون — غرض کیا ہے کسی شاہ و گدا سے
نہوتا گر ظہورِ ذاتِ احمدؐ — نہ بچتے ہم کبھی ظلم و خطا سے
الٰہی کر کوئی سامان ایسا — ملون مین روضۂ شاہِ ہدیٰ سے

محمد کا ثنا خواں خود خدا ہے
زبان ہے لال سیّد کی ثنا سے

نعت

محمد سا نہیں کون و مکان مین — نہیں ایسا کوئی ہر دو جہان مین
محمد کے سبب پیدا ہوئے سب — ہے لولاک آپ کے اعزاز و شان مین

محمد آدم و حوا کے ہین فخر — جواب ان کا نہین کون و مکان مین
ملائک حکم احمد کے ہیں تابع — تھے جبریل آپکے خادم جہان مین
خدا نے کی تھی یون مہمان نوازی — گئے فخر دو عالم لامکان مین
شفاعت سے محمد کی گنہگار — بروزِ حشر جائین گے جنان مین
کرو گر میم احمد سے علیحدہ — احد باقی ہو فہم نکتہ دان مین

ظہورِ احمد مرسل سے سید
پڑا تھا لرزہ کسریٰ کے مکان مین

غزل کے منتخبہ اشعار

محو ہیں ہم عشق میں گلفام کے — ہم نہیں پابند ننگ و نام کے
دَیر سے مطلب نہ کعبہ سے غرض — عبد ہیں ہم مالکِ صمصام کے
ناصحا مت کر نصیحت اس قدر — ہم نہیں تابع ترے احکام کے
دل میں کی ساقی کی الفت نے جگہ — کیا کریں خوگر ہیں مے کے جام کے
ہے توقع دہر سے معدوم جب — شکوے پھر کیا ہم کو خاص و عام کے

ولہ

تمنا یار کے دیدار کی ہے — نہیں ہے آرزو اصلا اِرم کی
بھروسہ زندگی کا کر نہ منعم — کہ ہے اک دم کی رہِ مالکِ عدم کی
صلوٰۃ و صوم پہ مغرور عابد — تمنا ہے مجھے حق کے کرم کی

ولہ

ملاحت روئے جاناں پر دلِ شوریدہ مائل ہے
نگہِ دز دیدہ دلبر سے رگِ جان میری گھائل ہے
الہٰی رکھ مجھے محفوظ اس قوم سیہ رُو سے
جہاں مکاری و تذویر ہے بحثِ مسائل ہے
فقیروں سے طلبگارِ طلبگاری جو رہتا ہے
یہ بندہ بھی اُسی کی بخشش و رحمت کا سائل ہے
کیا پیدا نہ ہمسر جس کا خالق نے دو عالم میں
وہ محبوبِ الہٰی کا وصی نیکو خصائل ہے
تمنا ہے یہ سید کی مروں اُن کی غلامی میں
کہ جن کی مدح قرآں میں بصد عز و فضائل ہے

ولہ

اُس کا مدّاح مجھ کو کہتے ہیں — جو خدائے نصیری کہلائے
رُخِ روشن کی ہے ضیا ایسی — جس کی ضو سے قمر بھی شرمائے
گلعذاروں سے دُور رہ واعظ — دامِ گیسو میں دل نہ پھنس جائے
غنچۂ طبع اپنی اے سیّد
کیوں مخالف ہوا سے کمہلائے

ولہ

پری وہ ہیں ہزاروں پر مرا مہ رُو نرالا ہے
کہیں ایسا نہ چشمِ حُور نے بھی دیکھا بھالا ہے
فریب آمیز پندِ واعظ پُر فن نہ سن اصلا
یہ خرقہ مکر کا ہے یہ نہیں تسبیح مالا ہے
نہ جاں بر ہوگا بیمارِ محبت دردِ فرقت سے
لیا یہ وصل کی امید پہ اُس نے سنبھالا ہے
تو کھا کھا کر غذائے خوش نہ ہو مغرور اے منعم
دہانِ گور ہے اک روز اور تیرا نوالا ہے
مجھے غوغائے محشر میں نہیں ہے خوف اے سیّد
حمایت کو شہِ مردان نجف کا رہنے والا ہے







